OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0131, PP: 274-281

سیرت النبی ﷺ میں شبلی نعمانی کا اسلوبِ تحقیق

Shibli Nomani's research style in Sirat-un-Nabi (PBUH)

Published:
31-12-2021
Accepted:
25-10-2021
Received:
25-09-2021

Dr.Mutahir Shah
Assistant Professor, Department of Urdu,Hazara University, Mansehra
Email: dr.mutahirshah@hu.edu.pk

Dr.Saira Irshad
Lecturer,Govt Sadiq women University,Bahawalpur
Email: sairaswu@gmail.com

Brakhna Bibi
Lecturer,Woman University,Sawabi
Email: brakhna.akhtar@gmail.com

Abstract

Lots of books have been written on prophet's character in multiple languages including namely Arabic, Perssian and Urdu. One of the prominent books written on prophets character in Urdu language is that of Allama Shibli Noomani's book "Seerat.un.Nabi" which carries an immense reservoir of arguments, an impressive style of research and a miraculous collection of exemplary stylistic statements. Apart from (Sirat.un.Nabi) Shibli Noumani has written many others books, but the only book that Shibli Noumani has always had pride upon, is Seert.un, Nabi. Prophet's life and overall contributions towards humanity have been given in this book with a distinctive vision, a remarkable pattern and accompanied by deep research. This book is one of the best examples of conciseness based upon better research style. One of Shibli Noumani's best research styles and writing traits have been covered in this article.

Keyword: *Shibli Noumani, Seert un Nabi, Biography, Hayat e Tuaiba, Suliman Nadvi.*

سیرتِ رسول اور اُس کی توضیح و تشریح کا سلسلہ دنیا کی تقریباً تمام اہم زبانوں میں جاری ہے۔ مشرقی زبانوں کو، جو خاص عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں، یہ سعادت زیادہ حاصل ہے۔ عربی اور فارسی کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں سیرت نگاری کے خوبصورت اور معیاری نمونے دستیاب ہیں۔ انھیں میں سے ایک اہم تصنیف علامہ شبلی نعمانی کی "سیرت النبی ﷺ" ہے جو اپنے اعجازِ بیان اور تحقیقی استناد کی بدولت اردو سیرت کی کُتب میں ایک اہم اضافہ ہے۔

علامہ شبلی نعمانی اسلامی علمی تحقیق کا وہ روشن ستارہ ہیں جن کی روشنی نے اسلامی فکر کے مستند حوالے مختلف تصانیف کی صورت میں اردو زبان میں پیش کیے ہیں۔ تنقید، سفر نامہ، مضمون نگاری، شاعری اور خاص طور پر سوانح عمری میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ سوانح عمری میں الفاروق، الغزالی، المامون اور سیرت النبی ﷺ وہ تصانیف ہیں جن کو علمی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ شبلی نے اپنی سوانح عمریوں کے لیے ان مشاہیر اور ناموران اسلام کا انتخاب کیا جنھوں نے اسلامی تاریخ تشکیل دی تھی۔ ان تمام تصانیف میں شبلی کی خاص عطا یہ ہے کہ وہ اسلامی اور مشرقی روایت کا خاص شعور رکھتے ہیں اور اس میں مغربیت کا عمل دخل نسبتاً کم ہے۔

اپنے ہم عصروں میں شبلی نے بہت کم عمر پائی۔ سرسید، حالی، محمد حسین آزاد اور نذیر احمد کے مقابلے میں آپ کا علمی وادبی سفر بہت کم ہے۔ لیکن اُن کے کارنامے اپنے تمام ہم عصروں میں ممتاز ومنفرد ہیں۔ اُنھوں نے جو کچھ بھی لکھا اس کی تفہیم وتعبیر اور قدر وقیمت کا احساس بڑھ رہا ہے۔ ان سب میں سیرت النبی ﷺ اُن کا خاص کارنامہ ہے جس کی تخلیق پر انھوں نے خود بھی فخر کیا ہے۔

سیرت النبی اُس ذاتِ بابرکات کی زندگی کا منفرد نقشہ ہے جس نے جہالت کے دور میں روشنی کا سامان کیا اور دنیا کو اندھیروں سے نجات دی۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ایسی تھی کہ آپ ﷺ نے جان بلب انسانیت میں اپنے کردار وعمل سے ایک نئی روح پھونک دی۔ چنانچہ شبلی اس دور میں رحمتِ دوعالم کی حیاتِ طیبہ اور تاریخ ساز کارناموں کو پیش کرنے کے لیے بہت بے قرار تھے۔ اُن کے خیال میں اسلام کے ناموروں میں اوّل اُس نامور کا نام آنا چاہیے جس کی نام وری نے باقیوں کو نامور کیا ہے۔[1]

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ اُن کے ذہن میں اس کام کا معیار بہت بلند تھا، فرماتے تھے کہ:

> "ہم مسلمانوں کے دل میں سرورِ کائنات کی عقیدت کا پایہ اتنا اُونچا ہے کہ کوئی کتاب اس کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتی"[2]

شبلی کو سیرتِ رسول ﷺ مرتب کرنے کا خیال اس لیے بھی دامن گیر تھا کہ وہ اس کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ عالمِ انسانیت کی ضرورت خیال کرتے تھے۔ خود لکھتے ہیں:

> "مسلمانوں کو نہیں بلکہ تمام انسانوں کو اس وجودِ اقدس ﷺ کی سوانح عمری کی ضرورت ہے، جس کا نامِ مبارک "محمد ﷺ" (رسول اللہ) ہے۔ یہ ضرورت صرف اسلامی یا مذہبی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایک علمی ضرورت ہے، ایک اخلاقی ضرورت ہے، ایک تمدنی ضرورت ہے، ایک ادبی ضرورت ہے، اور مختصر یہ کہ مجموعۂ ضروریاتِ دینی ودنیوی ہے۔"[3]

اس زمانے میں بعض یورپین مصنفین نے آپ ﷺ کے حوالے سے بعضِ گمراہ کن چیرہ دستیاں کر دی تھیں۔ شبلی نعمانی نہ صرف اُن سے مسلمانوں کو بچانا چاہتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی سیرت کی سچی شعور مسلمانوں کے سامنے لانا چاہتے تھے۔ چنانچہ سیرت النبی ﷺ کی تصنیف کے وقت اپنے ایک خط میں اس طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

> "سیرت النبی جو زیرِ تصنیف ہے میں چاہتا ہوں کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنخضرت کے متعلق لکھا ہے،

> اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے، تاکہ اُن کے تائیدی بیان حسبِ موقع حجتِ الزامی کے طور پر پیش کیے جائیں۔ اور جہاں انھوں نے غلطیاں اور بد دیانتیاں کی ہیں، نہایت زور و قوت کے ساتھ اُن کی پردہ دری کی جائے۔ "[4]

یہ کوتاہیاں نہ صرف یورپی مصنفین بلکہ بعضِ مسلمانوں سے بھی سرزد ہوئی تھیں۔ چنانچہ ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

> "سیرت سے متعلق یورپ کی غلط کاریوں کا تعجب نہیں، جب کہ خود اسلامی مورخین اور اربابِ روایت نے سینکڑوں غلطیاں کی ہیں۔ مجھ کو تاریخ نہیں عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہے۔ "[5]

آخرکار شبلی نے اس نقطہ نظر سے اس عظیم مقصد کا آغاز کیا اور اپنے اس منصوبے (کتاب) کو پانچ حصوں میں یوں تقسیم کیا:

> "پہلے حصے میں عرب کے مختصر حالات، کعبہ کی تاریخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے لے کر وفات تک عام حالات اور واقعات و غزوات ہیں، اسی حصہ کے دوسرے باب میں آنحضرت کے ذاتی اخلاق و عادات کی تفصیل ہے، آل واولاد اور ازواج مطہرات کے حالات بھی اسی باب میں ہیں۔ دوسرا حصہ منصبِ نبوت سے متعلق ہے۔۔۔ تیسرے حصہ میں قرآن مجید کی تاریخ ' وجوہِ اعجاز اور حقائقِ اسرار سے بحث ہے۔ چوتھے حصہ میں معجزات کی تفصیل ہے۔۔۔ پانچواں حصہ خاص یورپین تصنیفات کے متعلق ہے۔۔۔ "[6]

لیکن قدرت کو شائد یہ منظور نہ تھا۔ وہ صرف دو جلدیں ہی مکمل کرسکے تھے کہ اُن کی رحلت ہوئی۔ تاہم انھوں نے اس منصوبے کے خدوخال اور خاکہ اس طرح ترتیب دیا تھا کہ بعد میں اُن کے شاگردِ رشید علامہ سید سلیمان ندوی کو اس کی تکمیل میں زیادہ مشکلات درپیش نہیں ہوئیں۔

سر ایڈورڈ گوم کا قول ہے کہ سوانح حیات انسان کی زندگی کی صحیح کیفیتوں کا عکس ہوتی ہے۔ شبلی نعمانی کی سوانح عمریاں اس قول پر صادق آتی ہیں۔ شبلی نعمانی کا بطورِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح یا سیرت نگار کے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے اس دور اور ماحول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسان کے درجے پر رکھا جب نبوت اور الوحیت کو باہم خلط ملط کرنا باعثِ تحسین خیال کیا جارہا تھا۔ انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات و خصائل یقیناً ارفع واعلیٰ تھے لیکن وہ بحرحال انسانی عادات وخصائل تھے۔ چنانچہ اس تصنیف میں شبلی کی ایک اہم کاوِش یہ ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی بار بشریت کے آئینے میں دیکھا اور اُن کی عظمت کو نقصان پہنچائے بغیر اُن کو انسانی رنگ میں لیکن اکمل ترین حیثیت میں پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے لیکر وفات تک کے تمام حالات اور غزوات وغیرہ میں آپ کا بشری زاویہ شبلی نے پوری تحقیق کر کے ویسے ہی بیان کیا جو انسانی سطح پر ہوتا ہے اور جو عقل وشعور سے ماورا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ یعنی صداقت، انصاف پسندی، معاملہ فہمی، تدبر اور عزم وہمت وغیرہ کو انسان کی شخصیت کے فطری اوصاف کی صورت دکھائے ہیں نہ کہ اکتسابی اور وقتی میلان کے۔ شبلی نعمانی نے اس سلسلے میں بیشمار مثالیں پیش کی ہیں۔

جیسا کہ ہم کو معلوم ہے اسلام سے پہلے عربوں کی جہالت کس درجے پر تھی۔ شبلی نعمانی نے بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُس کی بھرپور لیکن اختصار کے ساتھ خوبصورت تصویر کشی کی ہے۔ جس میں اُس معاشرے کا پورا منظر نامہ اپنی تمام تر خباثتوں کے

ساتھ گویا آپ ﷺ کی آمد کا ہی منتظر تھا:

> "بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھائی جاتی تھی' باپ کی منکوحہ بیٹے کو وراثت میں ملتی تھی' حقیقی بہنوں کے ساتھ شادی جائز تھی' ازواج کی کوئی حد نہیں تھی' قمار بازی، شراب خوری، زنا کاری کا رواج عام تھا۔۔۔ لڑائیوں میں لوگوں کو زندہ جلا دینا' مستورات کا پیٹ چاک کر ڈالنا' معصوم بچوں کو تہہ تیغ کرنا عموماً جائز تھا۔"[7]

آپ ﷺ بچپن ہی سے حق و انصاف سے فطری لگاؤ رکھتے تھے۔ چنانچہ جنگِ فجار کے بعد مظلوم کی حمایت اور ظالم کی سرکوبی کے لیے کیے گئے معاہدے میں اپنی شرکت کو آپ ﷺ نے ہمیشہ قابلِ فخر سمجھا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک محض پندرہ سال تھی۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> آنحضرت ﷺ اس معاہدے میں شریک تھے اور عہدِ نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ "معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ بدلتا، اور آج بھی ایسے معاہدے کے لیے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں۔[8]

اسی طرح خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ ﷺ عمر مبارک 35 سال تھی۔ مگر آپ کی فہم و فراست نے نکلی ہوئی تلواروں کو نیاموں میں واپس کروایا، جب آپ نے احسن طریقے سے حجرِ اسود کی تنصیب کا مسلہ حل کیا اور لوگوں کو بڑی خون ریزی سے بچایا۔

پہلی وحی کے وقت آپ ﷺ کی بشری اور ذہنی کیفیت کو حافظ ابنِ حجر کے توسط سے کسی مشہور محدث کے اس قول سے یوں نمایاں کرتے ہیں:

> "نبوت ایک امرِ عظیم ہے' اُس کا تحمل دفعتہً نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پہلے آنحضرت ﷺ کو خواب کے ذریعہ سے مانوس کیا گیا' پھر دفعتہً فرشتہ نظر آیا تو آپ ﷺ اقتضائے بشریت سے خوفزدہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو تسکین دی۔"[9]

آپ ﷺ کی قائدانہ خوبیوں اور عزم و استقلال کے حوالے سے شبلی لکھتے ہیں:

> "ابتداء سے انتہا تک اسلام کا ایک ایک کارنامہ آنحضرت ﷺ کے عزم و استقلال کا مظہر ہے۔ عرب کے کفرستان میں ایک شخص تنہا کھڑا ہوتا ہے' بے یار و مددگار۔ دعوتِ حق کی صدائیں بلند کرتا ہے' ریگستان کا ذرہ ذرہ اُس کی مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آتا ہے' لیکن وقارِ نبوت اور عزمِ ربانی سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفتوں کی تمام قوت اس کے سامنے چور چور ہو جاتی ہے۔"[10]

شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ کے ابتدائی حصے میں آپ ﷺ کے کردار و عمل کو مفصل جگہ دی ہے اور باقاعدہ مثالوں سے ہر ہر عمل اور کردار کے بھرپور نمونے یوں پیش کیے ہیں کہ جن سے آپ ﷺ کی سیرت کا کوئی گوشہ تاریک نہیں رہتا۔ شبلی نے آپ ﷺ کے کردار کی عظمت کے حوالے سے جن چیزوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اُن کے حوالے سے ڈاکٹر نیر جہاں لکھتی ہیں:

> "شبلی نے سیرت النبی میں جناب رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاق و کردار کی تفصیل میں آپ ﷺ کی

> راست گفتاری، زہد و قناعت، عفو و در گزر، حسنِ سلوک، کفار و مشرکین کے ساتھ برتاو، غریبوں کے ساتھ محبت و شفقت، مساوات، غلاموں پر کرم، عورتوں کے ساتھ نرمی، حیوانات پر رحم، عیادت و تعزیت، اولاد سے محبت وغیرہ کو شامل کرتے ہوئے نہایت موثر مثالیں پیش کی ہیں جن سے آپ ﷺ کی بشری خوبیاں نہایت آب وتاب کے ساتھ سامنے آتی ہیں۔"[11]

سیرت النبی کی تصنیف میں شبلی کو چونکہ صحتِ روایت سے سروکار تھا لہٰذا انھوں نے اپنے دیباچے میں اس موضوع پر خصوصی اظہارِ خیال کیا ہے۔ اپنی زیرِ بحث تصنیف میں بھی انھوں نے اس ضمن میں پوری احتیاط پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ فنِ روایت کے تحت سیرت نبوی ﷺ کے مآخذ کی مکمل چھان بین کرکے اس حوالے سے اُن اسباب و علل پر بھی روشنی ڈالی ہے جو اس فن کو وجود میں لانے کا سبب بنے۔ وہ صحتِ روایت کے معاملے میں کسی رعایت کے قائل نظر نہیں آتے۔ وہ قدیم ترین ماخذ سے استفادہ کو نہایت اہم سمجھتے۔ اُن کے خیال میں محدثین کے قائم کردہ اصولوں کو اکثر سیرت نگاروں نے یکسر نظر انداز کیا ہے۔

شبلی کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے فنِ سیرت نگاری کا سلسلہ حدیث و سیرت کے آغاز وارتقا سے جوڑتے ہوئے اس فن کی ترقی کو معاشرے کی ضرورت قرار دیا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی تخلیق میں بھی اُن کا مجموعی نقطہ نظر یہی ہے۔ اس سلسلے میں کی گئی کوششوں کو وہ مسلمانوں کا فخر شمار کرتے ہیں، جس کی مثال باقی دنیا یا تہذیبوں میں نہیں ملتی۔ لکھتے ہیں :

> "مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس استقساء کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلم بند نہیں ہوسکے' اور نہ آئندہ توقع کی جاسکتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے افعال اور اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپ ﷺ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً 13 ہزار شخصیتوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے' اور اس زمانے میں کیے گئے جب تصنیف وتالیف کا آغاز تھا۔"[12]

شبلی نے اس خیال کی دلائل کے ساتھ تردید کی ہے کہ اسلام کے اوائل میں علوم وفنوں کا کوئی تحریری سرمایہ موجود نہیں تھا۔ انھوں نے اس سلسلے میں علامہ بلازری کے حوالے سے 17 اشخاص کے پڑھ لکھنے کی صلاحیت کو بطورِ مثال پیش کی ہے۔

اسلامی تحقیقی روایت میں درایت اب ایک مستقل اصطلاح بن چکی ہے۔ علمِ حدیث میں ہمارے محدّثین نے جہاں روایت کا خیال رکھا وہیں درایت کے اصولوں کی بھرپور پیروی کرکے ہر معلومات کو عقلی پیمانے پر بھی جانچا۔ جدید تر مصنّفین نے بھی اسلامی علمی تحقیقات میں درایت کے اصولوں کو نظر انداز نہیں کیا۔ شبلی نعمانی بھی انھیں میں سے ایک ہیں جنھوں نے روایت کے ساتھ ساتھ درایت پر بھی زور دیا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی تحقیق میں انھوں نے خود بھی درایت کے اصولوں پر عمل کیا ہے۔ شبلی اس کی دلیل قرآن ہی کے اندر تلاش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ اصول در حقیقت قرآن ہی نے قائم کیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں حضرت عائشہ پر بہتان طرازی کے واقعے کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے حصہ اوّل میں "تبصرہ" کے عنوان سے سیرت کی کتابوں پر بھرپور تنقیدی بحث سے شبلی کے اس فن پر گرفت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کتبِ سیرت کے تمام علمی سرمائے اور روایت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "سیرت پر اگرچہ آج بھی سیکڑوں تصنیفیں موجود ہیں' لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابوں پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابنِ اسحاق، واقدی، ابنِ سعد' طبری' اِن کے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ اِن سے متاثر ہیں' اور اُن میں جو واقعات مذکور ہیں' زیادہ تر ان ہی کتابوں سے لیے گئے ہیں۔" [13]

شبلی نعمانی سیرت نگاری میں جامعیت کے علمبردار دکھائی دیتے ہیں۔ انھوں نے اپنی اس تصنیف سے پہلے سیرت نگاری کے لیے خود ہی گیارا اُصولوں کی تشکیل کرکے اس فن پر اپنی گرفت اوراس کے تقاضوں سے واقفیت کا بھرپور ثبوت فراہم کیا ہے۔ اِن تمام اصولوں کی پیروی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ شبلی نعمانی کی اس تصنیف سے یہ بات کل کے تسلیم کی جاسکتی ہے کہ وہ گہرا تاریخی شعور رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں اُن کی ایک اضافی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ بند آنکھوں سے کسی چیز پر اعتقاد کرنے والے نہیں۔ وہ ایک روشن فکر کے مالک ہیں۔ وہ مغربی مصنفین اور یورپ کی مادی ترقیوں سے مرعوب دکھائی نہیں دیتے۔ اپنی کتاب میں "یورپی تصنیفات" کے عنوان سے شامل ایک بحث میں لکھتے ہیں:

> "یورپ ایک مدّت تک اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا' جب اس نے جاننا چاہا تو مدتِ دراز تک عجیب حیرت انگیز مفتریانہ خیالات اور توہمات میں مبتلا رہا۔" [14]

انھوں نے یورپ کے اسلام سے ناواقفیت کی دلیل یوں دی ہے کہ یورپ اسلام سے اُن تراجم کے ذریعے واقف ہوا جو اُس زمانے میں خود اہلِ یورپ نے کیے تھے' اور جن میں اسلام کی روح کو پوری طرح مسخ کرنے کی کوشش کی گئ تھی۔ انھوں نے یورپ کے مصنفین کی "غلط کاریوں" اور اُن کے اسباب سے خصوصی بحث کی ہے۔ انھوں نے مذہبی اور سیاسی تعصّبات کے علاوہ بھی اُن کے بعض دیگر تحقیقی خامیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "یورپ اس بات کو بالکل نہیں دیکھتا کہ راوی صادق ہے یا کاذب' اس کے اخلاق و عادات کیا ہیں۔ حافظہ کیا ہے۔ اس کے نزدیک یہ تحقیق و تصدیق نہ ممکن ہے نہ ضروری ہے' وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ راوی کا بیان بجائے خود قرائن اور واقعات کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔" [15]

مجموعی طور پہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبلی نعمانی کی ایک ایسی اہم تریں کاوِش ہے جس میں تحقیقی استناد کے ساتھ اسلوب کی خوبصورت کشش موجود ہے۔ یہ نہ صرف سیرت ہے بلکہ غزواتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال و آثار کے ساتھ ساتھ اسلامی شریعت، تاریخ اور عظمت کا نگارخانہ بھی ہے۔ اس کے مطالعہ سے شبلی کی تحقیقی صلاحیت اور زبان و بیان پر گرفت کا قائل ہوئے بنا نہیں رہا جاسکتا۔ اُن کے اسلوب میں اعجاز ہے' روانی ہے' اختصار ہے۔ انھوں نے پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشریت کے آئینے میں یوں پیش کیا کہ اُن کی عظمت اور نمایاں ہوئی ہے۔ وہ گہرے تاریخی شعور کے ساتھ دلیل سے بات کرتے ہیں۔ وہ روایت و درایت کے اصولوں سے اپنی معلومات کو مستند اور جاندار بناتے ہیں اور پھر اپنے خطیبانہ اسلوب میں پیش کرکے قاری پہ ایک سحر طاری کردیتے ہیں۔ یقیناً اُن کی یہ تصنیف پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

انسانی کاوِش ہونے کے ناطے شبلی کے ہاں بعض خامیوں کی تلاش بھی ناممکن نہیں، چنانچہ بعض مقامات پہ اُن کے ہاں رنگین بیانی کی کوشش نظر آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش یعنی ظہورِ قدسی کا احوال ہو یا پھر مدینہ منوّرہ کی بحث' اُن کا قلم خاص وجد میں آجاتا ہے۔ ایسے موقعوں پہ اُن کا قلم کسی محقق کی بجائے شاعر و انشاء پرداز کا لگتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی

بعض خوبیاں موجود تھیں لیکن شبلی نے محض خامیوں پر ہی زور دیا ہے اور کسی خوبی کا ذکر مناسب نہیں سمجھا۔ اسی طرح بنی ہاشم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو باقی خاندانوں سے مبالغے کی حد تک ممتاز کرکے پیش کرتے ہیں' حالانکہ بنی ہاشم بھی اس عظیم تر خاندان بنِ عبد مناف کا ایک جزو تھا، جس کے اجزاء میں بنو اُمیّہ اور بنو عبدالشمّس تھے' جو خاندانی اعتبار سے بنو ہاشم کے ہم سر و ہم پلّہ تھے۔ علاوہ ازیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخِ ولادت کے بیان میں بھی شبلی نعمانی نے اپنی روایتی تحقیقی شان برقرار نہیں رکھا اور ایک مصری عالم کی تحقیق کو غیر تحقیقی انداز میں قبول کیا اور اُس پہ مزید روشنی ڈالنے اور بحث کو آگے بڑھانے سے گریز کیا۔

لیکن بحیثیتِ مجموعی شبلی نعمانی کی اس تصنیف کا جائزہ پیش ہو تو اس کی خوبیوں میں اس کی خامیاں بڑی آسانی سے نظرانداز کی جاسکتی ہیں۔ یہ خامیاں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ یہ کتاب محض سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ حیاتِ مبارکہ کی تفصیل کے ساتھ ساتھ اسلام کے ابتدائی دور کا مکمل صحیفہ بھی ہے۔ اس کا خاص وصف یہ ہے کہ یہ اپنے موضوع کے حوالے سے قارئین کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ اس میں شمائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ شریعت، معاشرت، حکومت، تبلیغِ دین، غرض زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ نظر آتا ہے۔ اس میں اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو یا قیامِ امن کا نقشہ، سیرت نگاری کے رموز ہوں یا حکومتِ الٰہی کی غرض و غایت، سب کی تشریح ملتی ہے۔ ایک ایسی تشریح جس میں تاریخی شعور اور تحقیقی استناد کا عکس صاف جلوہ گر ہے۔ اس میں بقولِ شیخ محمد اکرام ایک نیا نقطہ نظر، ایک نئی بالغ نظری، ایک نئی رواداری اور نئی بلند نگہی نظر آتی ہے' اور یہی چیز شبلی نعمانی کو دیگر سیرت نگاروں سے ممتاز کرتی ہے۔

فنی طور پر بھی یہ تصنیف ایک علمی اور ادبی شاہکار ہے۔ جامعیت، ترتیب و تنظیم، اسلوب اور اعجاز و اختصار اس کی خاص خوبیاں ہیں۔ خاص طور پر اس کا اسلوب اپنی مثال آپ ہے۔ گہری علمی، فکری اور تحقیقی متانت کے ساتھ انشاء پردازی، ادبی چاشنی، زبان کی لطافت اور فصاحت و بلاغت کا کمال اہم ہے۔ کہیں ڈرامائی تو کہیں چونکا دینے والے انداز نے واقعات کو اور بھی دلچسپ اور دلکش بنایا ہے۔ چنانچہ قاری پڑھتے ہوئے کسی بوریت کا شکار نہیں ہوتا۔ یہ علماء، دانشوروں، اعلیٰ تعلیم یافتہ حلقے اور عام قارئین کو یکساں طور پر متاثر اور مطمئن کرتی ہے۔ اور انہی خصوصیات کی بنا پر یہ کتاب ہماری سیرت نگاری کی مجموعی روایت میں ایک ممتاز مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

---

[1] بحوالہ مولانا شبلی: ایک تنقیدی مطالعہ از ڈاکٹر نیر جہاں، لکشمی نگر، دہلی، س ن، ص: ۲۲۱

Baḥawālat Mowlānā Shiblī, Aik Tanqīdī Muṭāl'at, Dr.Nayyar Jahān, (Lakshmī Nagar, Dehlī), p:221

[2] ایضاً، ص: ۲۲۲

Ibid, p:222

[3] سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۲ء، پاکستان، حصہ اول، ص: ۳۵

Sīrat al-Nabī (PBUH), (Idārat Islāmiyāt, 2002ac, Pākistān), Vol:01,p:35

[4] مکاتیبِ شبلی، جلد اول، اعظم گڑھ، انڈیا، ۱۹۲۸ء، ص: ۲۰۱
Makātīb Shiblī, (A'ẓum Garh, India, 1928ac), p:201

[5] ایضاً، ص: ۲۱۲

Ibid,p:212

[6] سیرت النبیؐ، حصہ اول، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۲ء، پاکستان، ص: ۸۸
Sīrat al-Nabī (PBUH), (Idārat Islāmiyāt, 2002ac, Pākistān), Vol:01,p:88

[7] ایضاً، ص: ۱۰۱

Ibid, p:101

[8] بحوالہ مولانا شبلی: ایک تنقیدی مطالعہ از ڈاکٹر نیر جہاں، لکشمی نگر، دہلی، س ن، ص: ۲۲۸
Baḥawālat Mowlānā Shiblī, Aik Tanqīdī Muṭāl'at, Dr.Nayyar Jahān, (Lakshmī Nagar, Dehlī), p:228

[9] ایضاً، ص: ۲۳۱

Ibid,p:231

[10] ایضاً، ص: ۲۳۴

Ibid,p:234

[11] ایضاً، ص: ۲۳۵

Ibid,p:235

[12] سیرت النبیؐ، حصہ اول، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۲ء، پاکستان، ص: ۳۸
Sīrat al-Nabī (PBUH), (Idārat Islāmiyāt, 2002ac, Pākistān), Vol:01,p:38

[13] ایضاً، ص: ۶۰

Ibid, p:60

[14] ایضاً، ص: ۷۹

Ibid,p:79

[15] بحوالہ مولانا شبلی: ایک تنقیدی مطالعہ از ڈاکٹر نیر جہاں، لکشمی نگر، دہلی، س ن، ص: ۲۴۳
Baḥawālat Mowlānā Shiblī, Aik Tanqīdī Muṭāl'at, Dr.Nayyar Jahān, (Lakshmī Nagar, Dehlī), p:243